⚙⚙⚙ تقریر ⚙⚙⚙

تقریر بابت نونہالان
وقت 5-7 منٹ

یومِ اُمّہات (Mother's day)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے

وَوَصَّيۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَيۡهِ اِحۡسٰنًا ؕ حَمَلَتۡهُ اُمُّهٗ كُرۡهًا وَّوَضَعَتۡهُ كُرۡهًا (الاحقاف:16)

یعنی ہم نے انسان کو تاکیدی نصیحت کی کہ وہ اپنے والدین سے احسان کرے۔اُسے اس کی ماں نے تکلیف کے ساتھ اٹھائے رکھا اور تکلیف ہی کے ساتھ اُسے جنم دیا۔

دعا دیتے ہیں لب اور لوریاں لہجہ سناتا ہے
مری ماں کے تکلم میں فرشتہ گنگناتا ہے
بدل کوئی نہیں اس کا، خریدا جا نہیں سکتا
جو چین آغوشِ مادر میں کسی بچے کو آتا ہے

پیارے بہنو اور بھائیو! مجھے آج آپ کے سامنے یومِ اُمّہات پر گفتگو کرنی ہے جس کو آج کی دنیا نے "مدَرز ڈے" کا نام دے رکھا ہے تا جس سے ماں جیسی عظیم شخصیت کا مقام وبلند مرتبہ ہم پر واضح ہو جائے۔

سامعین! آج کل دنیا کے مختلف علاقوں اور خطوں میں یومِ مادر یعنی مدرز ڈے یا ماؤں کا دن بڑے دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔دنیا کے مختلف جگہوں میں قوموں، سوسائٹیوں اور جماعتوں نے اپنی اپنی سہولت کے مطابق سال میں 37 کے قریب دن، یومِ مادر کے طور پر مقرر کر رکھے ہیں تاہم ماہِ مئی کا دوسرا اتوار اور بعض مقامات پر ماہ مئی کا آخری اتوار دنیا کے اکثر حصوں میں مدرز ڈے کے طور پر منایا جاتا ہے۔اِسے یوم امن کا نام بھی دیا گیا ہے۔اس روز ماؤں سے ملتے، اُن کو ہیپی مدرز ڈے کہتے، اُنہیں تحفے تحائف دیتے ہیں بالخصوص گلابی رنگ کے خوشبودار پھول دیئے جاتے ہیں اور جن کی مائیں اس دارِفانی سے کوچ کر چکی ہوتی ہیں وہ اپنے سینوں پر سفید رنگ کے پھول علامتی طور پر لگا لیتے ہیں۔اِس روز اولڈ ایج ہاؤسز میں کافی رش دیکھنے کو ملتا ہے اور ماؤں کو خوبصورت کارڈز کے ذریعہ ہیپی مدَرز ڈے کہا جاتا ہے چاہے یہ بچے سال کے باقی دنوں اپنی ماؤں کو پوچھیں بھی نہ۔ہوٹلوں میں مدَرز ڈے سے ایک ایک ماہ قبل اُس روز کا مینو ہوٹلوں کے باہر آویزاں کر دیا جاتا ہے اور ہوٹلوں اور کلبوں میں تل رکھنے کی جگہ نہیں ہوتی۔

پیارے بچو اور بچیو! بانیٔ تنظیم حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے لجنہ اماء اللہ وناصرات الاحمدیہ جب قائم فرمائیں تواِن کے لائحہ عمل میں "یومِ اُمّہات" کے نام سے اپنے حالات کے مطابق کوئی ایک دن منانے کی طرف توجہ دلائی جس میں اجلاسات کر کے ماؤں کو اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت اور بچیوں کو اپنے والدین کی عزّت وتکریم کرنے اور اُن سے احسان کا سلوک کرنے کی تلقین کی جاتی ہے۔

ویسے تو خاندان میں ہر رشتہ ہی عزیز اور مقدس ہے۔بڑوں کی عزت واحترام اور چھوٹوں سے پیار سے پیش آنے اور رحم کرنے کی تلقین مذہب اسلام میں ملتی ہے۔والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے، عزت واحترام اور عقیدت سے پیش آنے کی تعلیم قرآن واحادیث میں واضح طور پر بیان ہوئی ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل اور سنت سے والدین سے عزت سے پیش آنے کو ہمارے لئے بطور نمونہ چھوڑا ہے۔اللہ تعالیٰ نے دونوں ماں باپ کو اُن کے بڑھاپے میں اُف تک نہ کرنے کے قرآنی حکم کے علاوہ قرآنِ کریم میں حضرت لقمانؑ کی اپنے بیٹے کو والدین سے احترام سے پیش آنے کی تلقین موجود ہے اور اللہ کریم کے شکر ادا کرنے کے تعلیم اَنِ اشۡكُرۡ لِىۡ وَلِوَالِدَيۡكَ (لقمٰن:15) کے الفاظ میں ملتی ہے جس کے ساتھ والدین کا شکریہ ادا کرنے کی تلقین ہے۔شاید اِس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی وجود

کو دنیا میں لانے کا فیصلہ کرتا ہے تو والدین کو اِس کا ذریعہ بناتا ہے۔ اگر ہم اپنی روزمرہ نمازوں کے الفاظ کا جائزہ لیں تو نوافل کے علاوہ انیس دفعہ ہم اپنے والدین کے لئے اِن الفاظ میں دعا کرتے ہیں۔ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابِ۔

سامعین! احادیث میں ماں کو باپ پر فوقیت دی گئی ہے۔ بخاری کتاب الادب کی حدیث ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی یارسول اللہ! لوگوں میں سے میرے حسن سلوک کا کون زیادہ مستحق ہے؟ آپؐ نے فرمایا تیری والدہ! پھر اُس شخص نے اپنے سوال کو دہرایا۔ آپؐ نے پھر یہی جواب دیا کہ تمہاری والدہ! اُس کے تیسری مرتبہ دریافت کرنے پر بھی والدہ کا ہی نام حضورؐ نے فرمایا۔ پھر اُس نے پوچھا پھر کون؟ فرمایا ماں کے بعد تیرا باپ تیرے حسن سلوک کا زیادہ مستحق ہے پھر درجہ بدرجہ قریبی رشتہ دار۔

ماں کو باپ پر فوقیت دینے کی کچھ وجوہات ہو سکتی ہیں جو سمجھ میں آتی ہیں حالانکہ باپ ہی کی وجہ سے کوئی خاتون ماں کے درجہ تک پہنچتی ہے۔ اگر باپ نہ ہو تا تو ماں نہ بنتی لیکن اولاد کے لئے دونوں کی ذمہ داریاں الگ الگ ہیں۔ باپ کا دن بھی فادرز ڈے کے طور پر گو منایا جاتا ہے لیکن ذرا قدرے کم دلچسپی کے ساتھ۔ والد کی ذمہ داری گھر اور گھر سے باہر ذریعہ معاش کی ہے لیکن ماں کی ذمہ داری گھر میں بچوں کی دیکھ بھال، پرورش اور تعلیم و تربیت کی ہوتی ہے۔ ویسے بھی بچہ نو ماہ تک ماں کے پیٹ میں رہ کر ماں کے خون سے غذا حاصل کر چکا ہوتا ہے اور کسی حد تک ماں کا جزوِ بدن بن چکا ہوتا ہے۔ پھر پیدائش کے بعد اڑھائی سال تک ماں کے پستانوں سے دودھ پی کر باپ کی نسبت ماں سے زیادہ مانوس ہو جاتا ہے۔ نو ماہ پیٹ میں تکلیف اُٹھانے کے بعد پالنے پوسنے تک ماں ہی تکلیف برداشت کرتی ہے۔ اول تو بچہ جننے کا مرحلہ اپنی ذات میں بہت تکلیف دہ ہے پھر جب وہ رات کو بستر پر پیشاب کر دیتا ہے تو بستر کے گیلے حصہ میں ماں خود سو جاتی ہے اور اپنے جگر سے الگ ہوئے ننھے منے بچے کو سوکھی جگہ پر لٹاتی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن سلوک کرنے میں ماں کو باپ پر فوقیت دی ہے۔ حضرت امام بخاریؒ اپنے مجموعہ احادیث صحیح بخاری میں بعض ایسی حکایات اور کہانیاں بیان کرتے ہیں جو بہت سبق آموز ہوتی ہیں مثلاً ایک حکایت یوں بیان ہوئی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دفعہ تین اشخاص اکٹھے سفر پر تھے۔ ایک رات آندھی اور بارش نے اُن کو آلیا۔ اُن تینوں نے ایک غار میں پناہ لی۔ ہوا اور آندھی اتنی تیز تھی کہ ایک بڑی چٹان لڑھک کر غار کے سرہانے آڑی اور تینوں کے باہر نکلنے کا راستہ مسدود ہو گیا۔ جس سے وہ بہت پریشان ہوئے۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ اپنی کسی پُرانی نیکی کو یاد کر کے اپنے ربّ سے اُس نیکی کا واسطہ دے کر دُعا کی جائے کہ اے اللہ! مَیں نے کسی وقت تیری رضا کے لئے یہ نیک کام کیا تھا۔ اِس کے طفیل تو اس پتھر کو ہٹا دے۔ امام بخاری لکھتے ہیں کہ پہلے دو نے اپنی اپنی نیکیاں گن کر اللہ تعالیٰ سے پتھر ہٹ جانے کی دعا کی تو پتھر تھوڑا تھوڑا سرکا مگر ابھی بھی وہ باہر نکلنے کے قابل نہیں تھے۔ اب تیسرا بندہ اپنے اللہ سے یوں گویا ہوا کہ اے اللہ تبارک و تعالیٰ! مَیں تلاشِ معاش میں سارا سارا دن گھر سے باہر رہتا تھا جب مَیں گھر واپس لوٹتا تو ماں باپ سو چکے ہوتے۔ مَیں بکریوں کا دودھ دھو کر اور گلاس میں ڈال کر ساری ساری رات اُن کے سرہانے کھڑا رہتا کہ جونہی وہ اٹھیں مَیں اُن کو دودھ پلا کر اُن کی خدمت کروں۔ اے اللہ! اگر یہ نیکی ہے تو اِس کو قبول فرما اور غار کے سرسے پتھر ہٹا کر ہمیں اس مشکل سے نجات دے۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی یہ ادا بہت پسند آئی اور آواز سنائی دی کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ پتھر آگے سے ہٹ جاؤ اور ان تین نیکوکاروں کو باہر نکلنے کا راستہ دے دو اور یوں اُن تینوں نے مشکل سے نجات پائی۔

سامعین! والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور عزت و احترام سے پیش آنے کے حوالہ سے بہت سی اسلامی تعلیمات ہمیں ملتی ہیں۔

ایک دفعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ اور متبعینِ امت کو اپنی عمریں دراز کرنے اور رزق میں فراوانی یعنی برکت کے لئے نہایت ہی عمدہ نسخہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر کسی شخص کی خواہش ہے کہ اُس کی عمر دراز ہو اور رزق میں برکت پڑے اور رزق میں فراوانی ہو تو اُسے چاہئے کہ اپنے والدین سے حُسنِ سلوک کرے اور عزیز و اقارب سے صِلہ رحمی کرے۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 422)

میرے بھائیو و بہنو! ہم بات کر رہے تھے کہ ماں کو باپ پر فوقیت دی گئی ہے اور ہم بتا چکے ہیں کہ بچے کی پرورش اور upgrading میں ماں کا عمل دخل باپ سے زیادہ ہے۔ ماں بچے کی خاطر بہت دکھ، درد اور تکلیف برداشت کرتی ہے۔ کیسی ہی متعدی بیماری بچہ کو ہو چیچک ہو، ہیضہ ہو، طاعون ہو، ماں اُس کو نہیں چھوڑتی اپنے بچے کے ساتھ ایک وجود بن کر رہتی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ مختلف مذاہب، سوسائٹیوں اور علاقوں میں "ماں" کے لئے جو الفاظ استعمال ہوتے ہیں اُن میں "میم" مشترکہ ہے جیسے ماما، اُمّ، اُمّی، ممی، اماں، ممتا، مَمّا، مدَر، ماتا، مادرے، مادر، ماتے، مورے اور مُوو غیرہ اور ہم نے اپنی زبان میں جب والدین کا اکٹھا ذکر کرنا ہو تو اُمی ابا اور ماں باپ کہتے ہیں جن میں والدہ پہلے اور باپ بعد میں مستعمل ہوتا ہے۔ ہم نے کبھی باپ ماں یا ابا اُمی یا بابا ماما کہتے نہیں سُنا۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ماں تو بچے کی خدمت خاطر

میں تو کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتی اور نہ ہی کوئی وقفہ ڈالتی اور نہ ہی کوئی خاص وقت مخصوص کرتی ہے کہ صبح کے وقت مَیں دیکھ بھال کروں گی شام یا دوپہر کو نہیں۔ وہ ہمہ تن اور ہمہ وقت مصروفِ خدمتِ اولاد رہتی ہے اور ہر ماں کی ادا دوسری ماں سے مختلف نظر آتی ہے تو پھر سال میں ایک یا دو دن مدّرز ڈے کیوں؟ سارا سال کیوں نہیں بلکہ بچے کی زندگی کا لمحہ لمحہ مدرڈے کیوں نہیں۔ جس طرح ماں لمحہ بہ لمحہ بچے کی خدمت اور پرورش میں مصروف نظر آتی ہے ویسا ہی بچہ یا بچی کو بھی ماں کی خدمت میں ہر وقت مصروفِ عمل رہنا چاہئے۔ بالخصوص جب ماں بڑھاپے میں داخل ہو رہی ہو یا داخل ہو چکی ہو۔

میرے ساتھیو! سال میں ایک یا دو دن مدرز ڈے یا فادرز ڈے منانے کا رواج اب زور پکڑ گیا ہے گو یورپین اور مغربی معاشرے میں بھی ماؤں اور باپوں بالخصوص ماؤں کی بہت قدر کی جاتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ انگریز اور یورپین لوگ اپنی ماؤں کے علاج معالجہ اور دیگر سہولیات بہم پہنچانے کے لئے بہت قربانی کرتے ہیں لیکن یہ بھی دیکھنے کو ملا ہے کہ مائیں جب بوڑھے یا عمر رسیدہ ہو کر بسا اوقات بچوں جیسی حرکات کرنے لگتیں ہیں اور اولاد کے آرام میں خلل آنے لگتا ہے تو وہ اِن کو Old age houses میں چھوڑ آتے ہیں جبکہ مشرقی معاشرے میں ایسا نہیں اور نہ ہی اسلام اِس کی اجازت دیتا ہے۔ یوم مادر (مدرڈے) منانے کے حوالہ سے سوالات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے بھی ہوتے رہے اور اب موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے بچے اور بچیاں یہ سوال کرتے رہتے ہیں کہ یہاں یورپ میں مدرز ڈے اور فادرز ڈے مناتے اور ہمارے گھروں میں تحفے بھجواتے ہیں۔ ایک موقع پر ایسے ہی سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”ٹھیک ہے تحفے بے شک لے لیا کرو لیکن اسلام تو کہتا ہے کہ ہر دن مدرڈے ہے تم ہر روز مدرڈے مناؤ۔ مَیں نے یہاں ایک دفعہ لندن میں ایک فنکشن تھا۔ مسجد کا افتتاح تھا۔ انگریز آئے ہوئے تھے۔ اُس دن مدرڈے تھا اُن کو مَیں نے یہی کہا تھا کہ تمہارا مدرڈے آج ہے اسلام تو ہر روز کو مدرڈے کہتا ہے۔ والدین کی عزت کرو، اُن سے حسن سلوک کرو۔ اُن کو اُف نہ کہو اُن کی خدمت کرو۔ تحفہ روز دو ماں باپ کو اگر تمہیں توفیق ہے تو“

سامعین! مَیں اپنی تقریر کے آخر پر ایک بار پھر مختصر اًماں کی خدمت کے حوالے سے چند فقرات کہہ کر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ امید ہے کہ یہ فقرات بھی ہم سب کو اپنی ماؤں کی خدمت اور اُن سے حسن سلوک کرنے کی طرف راغب کریں گے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّھَات کہ جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔ یہ ایک ایسی مقدس لازوال نصیحت ہے جو رہتی دنیا تک ہم مسلمانوں کے لئے رہنما اصول اور رہبر کے طور پر کام کرتی رہے گی۔ اِس میں سبق یہ ہے کہ ہمیں اپنی ماؤں کی ہر وقت، ہر لمحہ اور ہر لحظہ اتنی خدمت بجالانی چاہئے کہ ہمیں اپنے سامنے جنت نظر آنے لگے۔ حضرت اویس قرنیؓ یمن میں رہا کرتے تھے اُن تک اسلام کا پیغام پہنچ چکا تھا وہ آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرنے کے خواہاں تھے مگر وہ اپنی والدہ محترمہ کی خدمت کی وجہ سے مدینہ کا سفر اختیار نہ کر سکے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ جان کر ایک دن یمن ملک کی طرف اپنا رُخِ مبارک کر کے فرمانے لگے مجھے اِس طرف سے رحمان خدا کی خوشبو آتی ہے۔ یمن میں میرا ایک پرستار رہتا ہے جو اپنی والدہ کی خدمت کی وجہ سے آستانۂ نبوت پر حاضر نہیں ہو پارہا۔ بلکہ ایک دفعہ یہ بھی فرمایا کہ جو اُسے ملے اُسے میرا اسلام پہنچائے۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ نے یمن کا سفر اختیار فرمایا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا السلام علیکم حضرت اویس قرنیؓ کو پہنچانے کی سعادت پائی۔ یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے والی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی غیوبت میں دو افراد کو ہی سلام پہنچانے کی خواہش کا اظہار فرمایا ایک مسیح اور مہدی جو آخری زمانہ میں امت محمدیہ کا روحانی باپ بن کر آنا تھا اور دوسرا حضرت اویس قرنیؓ جو اپنی والدہ کی خدمت میں مصروف رہ کر زیارتِ رسولؐ نہ کر سکا اور ان کا تو ہر لمحہ ہی مدرڈے تھا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اولاد جب اپنے والدین پر محبت بھری نگاہ ڈالتی ہے تو اِس کے بدلے میں اُسے حجِ مقبول کا ثواب ملتا ہے۔

(مسلم)

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”والدین کی خدمت ایک بڑا بھاری عمل ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو آدمی بڑے بدقسمت ہیں۔ ایک وہ جس نے رمضان پایا اور رمضان گزر گیا اور اس کے گناہ نہ بخشے گئے اور دوسرا وہ جس نے والدین کو پایا اور والدین گزر گئے اور اس کے گناہ نہ بخشے گئے۔ والدین کے سایہ میں جب بچہ ہوتا ہے تو اُس کے تمام ہمّ و غم والدین اٹھاتے ہیں۔ جب انسان خود دنیوی امور میں پڑتا ہے تب انسان کو والدین کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں والدہ کو مقدم رکھا ہے کیونکہ والدہ بچہ کے واسطے بہت دکھ اٹھاتی ہے۔ کیسی ہی متعدی بیماری بچہ کو ہو، چیچک ہو، ہیضہ ہو، طاعون ہو، ماں اس کو نہیں چھوڑ سکتی۔ ماں سب تکالیف میں بچہ کی شریک ہوتی ہے۔ یہ طبعی محبت ہے جس کے ساتھ کوئی دوسری محبت مقابلہ نہیں کر سکتی۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"بڑے بدقسمت وہ لوگ ہیں جن کے ماں باپ دنیا سے خوش ہو کر نہیں گئے۔ باپ کی رضامندی کو مَیں نے دیکھا ہے اللہ کی رضامندی کے نیچے ہے اور اس سے زیادہ کوئی نہیں۔"

پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"جب ان کو تمہارے سہارے کی ضرورت ہے۔ تو تم یہ کہہ دو کہ نہیں، ہم تو اپنے بیوی بچوں میں مگن ہیں ہم خدمت نہیں کر سکتے۔ اگر وہ بڑھاپے کی وجہ سے کچھ ایسے الفاظ کہہ دیں جو تمہیں ناپسند ہوں تو تم انہیں ڈانٹنے لگ جاؤ یا مارنے تک سے گریز نہ کرو۔ بعض لوگ اپنے ماں باپ پر ہاتھ بھی اٹھا لیتے ہیں۔ مَیں نے خود ایسے لوگوں کو دیکھا ہے، بہت ہی بھیانک نظارہ ہوتا ہے۔ اُف نہ کرنے کا مطلب یہی ہے کہ تمہاری مرضی کی بات نہ ہو بلکہ تمہارے مخالف بات ہو تب بھی تم نے اُف نہیں کرنا۔ اگر ماں باپ ہر وقت پیار کرتے رہیں، ہر بات مانیں، ہر وقت تمہاری بلائیں لیتے رہیں، لاڈ پیار کرتے رہیں پھر تو ظاہر ہے کوئی اُف نہیں کرتا۔ فرمایا کہ تمہاری مرضی کے خلاف باتیں ہوں تب بھی نرمی سے، عزت سے، احترام سے پیش آنا ہے اور نہ صرف نرمی اور عزت و احترام سے پیش آنا ہے بلکہ ان کی خدمت بھی کرنا ہے اور اتنی پیار، محبت اور عاجزی سے ان کی خدمت کرنی ہے جیسی کہ کوئی خدمت کرنے والا کر سکتا ہوں۔"

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 4 جنوری 2004ء از بچوں کی تقاریر مرتبہ حنیف محمود صفحہ 53-54)

گلشن میں گل و لالہ کو جو رنگ ملا ہے
یہ تیری ہی محنت کا دعاؤں کا صلہ ہے
انصار ہیں خدام ہیں اطفال ہیں ان میں
ہر پھول ترے دامنِ اَطہر میں کِھلا ہے

(کمپوزڈبائی: منہاس محمود۔ جرمنی)

✡✡✡✡